...دیوں منقول ہے :

"کان ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ یتیماً فی الحدیث"

"ابو حنیفہؒ علمِ حدیث میں یتیم تھے"!

بیشک آپ کا فہم بہت تیز اور ذہن بہت رسا تھا مگر یہ سب کچھ قیاس اور اجتہاد کیلئے تھا۔ چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی قابلِ قدر کتاب ذیل المذیل صفحہ ۱۰۳ میں امام شافعی سے ناقل ہیں :

"حدثنا خالد الخلال قال سمعت الشافعی یقول سئل مالک بن انس عن البتی فقال کان رجلا متقاربا وعن ابن شبرمۃ فقال کان رجلا متقاربا قیل فابو حنیفۃ قال لو جاء الی اساطینکم ھذہ وقایسکم لجعلھا من خشب"

"امام مالک نے فرمایا، بتی اور ابن شبرمہ دونوں لائق اور قابلِ تعریف ہیں۔ رہے ابو حنیفہ، بیشک وہ بھی قابلِ تعریف اور از حد لائق ہیں، مگر وہ اپنی رائے اور قیاس کے حدود سے اس قدر متجاوز ہو گئے ہیں کہ اگر لوہے کو لکڑی کہہ دیں تو ضرور ثابت کر دکھائیں گے"!

بس اب امام مالکؒ کے قول ہی سے اندازہ لگا لیجئے کہ آپ فقہ اور اجتہاد و قیاس میں کس قدر لائق تھے کہ دوسرے معاصرین اس فن میں آپ کی نظیر دیا کرتے تھے۔ مگر فن فن کی بات ہے "وفوق کل ذی علم علیم" کسی فن میں کوئی لائق ہے تو کسی میں کوئی!

ہم یہ کہنے سے بھی نہیں چوک سکتے کہ امام صاحب موصوف جہاں فقہ و قیاس میں سب سے آگے آگے تھے، وہاں فہم قرآن و حدیث میں سب سے پیچھے پیچھے تھے۔ اور یہ کوئی عجب اور اچنبھے کی بات نہیں۔ ہم یہاں سکولوں میں روزمرہ دیکھتے ہیں کہ کوئی طالب علم حساب میں لائق ہوتا ہے مگر زباندانی اور پڑھنے میں کمزور، کسی کو تاریخ تو بہت آتی ہے مگر حساب کا مذاق ہی نہیں ہوتا۔ کوئی جیومیٹری میں تو لائق ہے مگر جغرافیہ میں نادار۔ کوئی پڑھنے میں مشتاق ہے مگر لکھنے میں نالائق۔ یہ اپنے اپنے ذہن کی بات ہے۔ کسی کا میلان کسی طرف زیادہ ہوتا ہے کسی کا کسی طرف۔ کوئی کسی فن میں لائق ہو جاتا ہے کوئی کسی میں۔ تمام علوم و فنون کا ماہر کامل نہ کوئی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ بس اس بات کو ذہن نشین رکھتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ کے متعلق ان کے شاگرد امام محمد بن حسن کا علیفہ